ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

محمد مقصود حسین شاد

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر ظفر حسین ہرل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

پروفیسر محمد یونس حسرتؔ فکاہیہ شاعری کے آئینے میں

Muhammad Maqsood Hussain Shad

Ph.D Scholar, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

Dr. Zafar Hussain Harral

Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

Prof. Muhammad Younis Hasrat in the Mirror of Humorous Poetry

Prof. Muhammad Younas Hasrat was a dramatist, translator, indexer, researcher, editor, the writer of the children books and poet. He not only created literature for children but also wrote humorous poetry for adults. He highlighted the problems of the people of different classes in his poetry. He has tried to reform our society by exposing its excesses. When he writes about immortality such as mother-in-law and daughter-in-law, marital problems, problems in marital life, lots of demands from wife, and debt for unnecessary marriage rituals and customs etc., satire and humorous words are created. This article is an analysis of Muhammad Younas Harat humorous poetry characteristic.

Keywords: *Humorous Poetry, Highlighted the Problems, Exposing, Excesses, Immortality.*

پروفیسر محمد یونس حسرتؔ ایک ڈرامہ نگار، اشاریہ نویس، مترجم، محقق و مدون، بچوں کے ادیب اور شاعر تھے۔انھوں نے حمد، نعت اور منقبت نگاری کے علاوہ فکاہیہ شاعری بھی تخلیق کی، اس سلسلے میں ان کا مختصر شعری مجموعہ ''نشاط البیان''طنزیہ اور مزاحیہ نظموں پر مشتمل ہے، جو جنوری ۱۹۶۴ء میں مکتبہ خالد نے شائع کیا۔ اس کا مقدمہ انہوں نے شعری صورت میں لکھا ہے جس میں انہوں نے اس کو''غیر سنجیدہ نظموں کا مجموعہ'' قرار دیا ہے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جس کو پڑھنے کے لیے قاری کی سنجیدگی درکار ہے۔ ان کے نزدیک فکاہیہ کلام کو ادب میں ایسا ہی مقام حاصل ہے جیسا کہ کھانے میں نمک کو حاصل ہے۔ یہ فکائیہ کلام کیا ہے؟ فکاہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کی جمع فکاہات ہے۔ لفظ فکاہ کے معنی مولانا وحید الدین لکھتے ہیں:

"فکاتہہ" مسخراپن، خوش طبعی، دلچسپی۔"[۱]

"فرہنگ تلفظ" میں اس کے متعلق یوں لکھا گیا ہے:

"فکاہت ضم فہ، فت، امث، مزاج، ظرافت، خوش طبعی، دل لگی، زندہ دلی، ج فکاہت لطائف، ہنسی کی باتیں، ظریفانہ ادب، صنف فکاہی، فکاہیہ۔"[۲]

آج کی مصروف اور بے کیف زندگی میں سرور فکاہیہ کلام کے سبب ممکن ہے۔ فکائیہ کلام میں بہت سے شعرا کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ اپنے مقدمہ میں وہ ایسے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے کلام کو لعل و گوہر قرار دیتے ہیں جن کی تخلیق میں انہوں نے کسی کا تتّبع نہیں کیا بلکہ جداگانہ راہ اختیار کی ہے۔ ان کی شاعری کا آہنگ انفرادیت کا حامل ہے وہ خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

نفس مضمون اور انداز بیاں سب سے الگ!
شہر میں کھولی ہے حسرتؔ نے دکاں سب سے الگ[۳]

مقدمہ کے بعد پروفیسر محمد یونس حسرتؔ نے"نشاط البیان" کے عنوان پر ایک مثنوی لکھی ہے۔ اس مثنوی میں استعمال ہونے والے جملہ نام، مقام، واقعات اور کردار فرضی ہیں۔ اس داستان میں ایک فرضی رسالہ "ارم" جس کا تانابانارومانوی ہے، کو بنیاد بنا کر داستان کا آغاز کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ پرستان سے نکلتا تھا اور اس کی ایڈیٹر سمیرا پری تھی۔ اس رسالہ کی خصوصیات یہ تھی کہ یہ پرستان کا مقبول ترین پرچا تھا اور جہنم کے شیاطین بھی اس کو پسند کرتے تھے۔ وہاں ہی سے ماہنامہ "جہنم" شائع ہوتا تھا جس میں اس پر بہت تنقید کی جاتی تھی۔ اس رسالہ میں سمیرا پری اور نشاط پری کی محبت کا افسانہ بیان کیا گیا ہے۔

مثنوی کے بعد نظموں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس میں محمد یونس حسرتؔ نے بوسیدہ اور پرانے موضوعات کو حرف سخن بنانے کی بجائے معاشرے کو درپیش مسائل اور اس سلسلے میں پیدا ہونے والی بے اعتدالیوں اور ناہمواریوں مثلاً بھیک، رشوت ستانی، واردات عشق، شادی بیاہ، بیوی کی بے جا فرمائشیں، ساس بہو کے تعلقات،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نوسربازی کو موضوع سخن بنایا ہے۔ کیونکہ وقت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ اسی دور کی طنزیہ شاعری کے متعلق ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

> ”دوسری جنگ عظیم اور تقسیم ہند کے باعث ہمارے معاشرے میں بعض نئے رجحانات نے جنم لیا ہے۔ اقتصادی بدحالی، ہجرت اور الائمنٹ کے قضیے، سیاسی زندگی کے شدید جزرومد اور بین الاقوامی معاملات میں دو عظیم قوتوں کے مابین ایک ”سرد جنگ“ نے فضا میں ایک ایسی سماجی کیفیت پیدا کر دی ہے جو یقیناً ہمارے معاشرے کے لیے بالکل نئی ہے چنانچہ ہمارے بعض طنز نگار شعراء نے ایک نئے طنزیہ لہجے سے ملکی اور بین الاقوامی بے اعتدالیوں کو منظر عام پر لانے کا آغاز کر دیا ہے۔“[۴]

اس سلسلے کی ان کی پہلی نظم ”بھکارن“ ہے جس میں انہوں نے ایک ایسی حسین جمیل عورت کی کہانی بیان کی ہے جس کی جوانی کے ایام عیش و عشرت میں گزرے تھے ایک دن میں وہ کئی کئی مرتبہ جوڑے بدلتی۔ زندگی کی ہر خواہش پوری ہوتی تھی جس شخص پر ایک نظر ڈالتی اسے جان و دل اور ایمان سے ہاتھ دھونا پڑتا۔

اس حسینہ کے ہزاروں پروانے تھے جو اپنی دولت اس پر پانی کی طرح بہاتے تھے۔ کوئی عاشق ایسا نہ تھا جو اس کی زلف کا اسیر نہ ہو۔ محمد یونس حسرتؔ خوبصورت ترکیب کا استعمال کر کے اس کے حسن کا کمال بیان کرتے ہیں۔

ہر اک کا سر مری چوکھٹ پہ خم تھا
کہ ہر اک کشتۂ تیغ ستم تھا[۵]

جیسے ہی اس کی جوانی کے دن گزر گئے اس کے چاہنے والے بھی چلے گئے زندگی کی عیش و عشرت کا باب ختم ہو گیا اور تنگ دستی و مفلسی نے آلیا۔ محمد یونس حسرتؔ نے اپنی اس نظم میں دو شعروں کے ذریعے اس کی جوانی اور بڑھاپے کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ دو الفاظ خدائی اور گدائی کے ذریعے نہ صرف صنعت تضاد کا استعمال کرتے ہیں بلکہ شعری آہنگ کی خوبصورتی کو بڑھاتے ہیں۔

کبھی کرتی تھی دنیا پر خدائی
پر اب دردر کی کرتی ہوں گدائی
کبھی کی تھی دلوں پر حکمرانی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے اب دردر کی لیکن خاک چھانی(۶)

اصل میں محمد یونس حسرتؔ نے اس معاشرے میں ایسی عورت کو حقیقت سے آشنا کیا ہے جو اپنی خوبصورت جوانی کو لعب ولہب میں گزار کر یہ سمجھتی ہیں کہ ان پر ہمیشہ ایسے ہی دن رہیں گے۔ ان کے چاہنے والے پروانے کی طرح مرتے مٹتے رہیں گے۔ حالانکہ یہ سب کچھ ناپائیدار ہے:

یہ دولت اور یہ ثروت ہے فانی
تمہاری ہے یہ دو دن کی جوانی(۷)

محمد یونس حسرتؔ نے "پنج گنج قارونی" میں پانچ عنوان کے تحت پانچ مزاحیہ نظمیں تخلیق کی ہیں۔ یہ نظمیں ظرافت کی اعلیٰ مثالیں پیش کرتی ہیں۔ اس میں ایک شخص "قارونی" جو انتہائی کنجوس آدمی ہے، جس کا کہیں بھی رشتہ طے نہیں ہوتا اس کو ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کے کردار کو مضحکہ خیز صورت حال میں پیش کیا گیا ہے۔

"گنج اول ہائے بیوی" نظم میں محمد یونس حسرتؔ نے "قارونی" کی حسرتوں کی جھلک پیش کی ہے جس کے ساری عمر اس بات کی حسرت رہی ہے کہ اس کی شادی ہو لیکن عمر بھر اس کی یہ حسرت پوری نہیں ہوتی۔ جب بھی کبھی رشتے کی بات چلتی ہے تو عین کامیابی کے موقع پر وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں قارونی کا ناامید ہونا یقینی صورت حال ہے۔ شدید مایوسی کے عالم میں انسان پر بے بسی کا عالم چھا جاتا ہے اور سوائے موت کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ قارونی کو بھی یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے کہ وہ بغیر شادی کے مر جائے گا اس صورت حال کو پیش کرنے کے لیے محمد یونس حسرتؔ نے نہایت شوخی و ظرافت سے کام لیا ہے۔

لیے آرزوئے شادی میں جو مر گیا کسی دن
مری لاش تا قیامت دے گی قبر میں دہائی(۸)

"وائے بیوی" نظم میں قارونی کی بیوی کے حصول کے لیے ہونے والی حسرتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ قارونی ڈبل ایم اے اور دولت مند شخص ہے اور کئی لڑکیوں پر اس نے دولت بھی خرچ کی ہے، لیکن کسی نے بھی اس کی حسرتوں کو پورا کرنے کا وعدہ تک نہیں کیا۔ شدید مایوسی کے عالم میں اپنی شکل و صورت کو کوسنے لگتا ہے۔

نہ موٹر سائیکل پر کوئی مرتی ہے نہ سوٹوں پر
وہی منحوس سی صورت، جو پہلے تھا سو اب بھی ہوں[۹]

"گنج سوم تھانیدار کی آمد" میں قارونی کے نو سربازوں کے ہاتھوں سے لٹنے کی کہانی مزاحیہ انداز میں بیان کی ہے۔ در حقیقت انہوں نے معاشرے میں ایسے لوگوں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے جو روپے بڑھانے کے لالچ میں آکر اپنی جمع پونجی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ لطیفی جو کہ قارونی کا دوست تھا جب اسے تھانیدار کی آمد کا پتہ چلتا ہے کہ وہ تفتیش کرنے کے لیے آیا ہے تو وہ اس سے تھانیدار کی آمد کے متعلق پوچھتا ہے محمد یونس حسرتؔ اس واقعہ کو مکالمہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔

لطیفی:

کیسے تھا یہ تھانیدار آیا؟ کیا چور لوٹ گھر بار گئے؟
یا چھیڑا کسی حسینہ کو اور کھا سینڈل کی مار گئے؟

قارونی:

میں کیا بتلاؤں مجھ کو کیسی مار وہ ظالم مار گئے
ہاں میری جیب سے نکل روپے اکدم میں پانچ ہزار گئے[۱۰]

محمد یونس حسرتؔ اس مزاحیہ نظم میں ہر شعر کے آخر پر مترنم ردیف کا استعمال کر کے نظم کو چار چاند لگا دیے ہیں جو قارئین کی سماعت پر خوشگوار اثرات ڈالتی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے قارئین کے لیے ایک سبق بھی چھوڑا ہے کہ جو کنجوس آدمی اپنے رشتے داروں اور دوستوں پر روپے خرچ کرنے سے دریغ کرتا ہے تو اس کی رقم ایسے ہی ضائع ہو جاتی ہے۔

"گنج چہارم اخبار کے دفتر میں" میں قارونی کی احمقانہ گفتگو کا بیان ہے جس کی وجہ سے اسے اخبار کے دفتر سے دادرسی کی بجائے پٹنا پڑا۔ ایڈیٹر سے تلخ کلامی ہونے پر اس کے چپڑاسی نے قارونی کی خوب پٹائی کی۔ سر پر دھول جمانے سے یہ بلبلا اٹھا اور دوسرے ملازم نے جب اس کے پیٹ پر گھونسہ جمایا تو یہ اوندھے منہ گر پڑا۔ محمد یونس حسرتؔ نے اس صورت حال کا نقشہ بڑے ظریفانہ انداز سے کھینچا ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اور ان کی توند پر گھونسہ جمایا ایک نے جس دم
یہ دوہرے ہو کے فوراً گر گئے بے وقت سجدے میں(۱۲)

پٹائی کے بعد کپڑے جھاڑ کر قارونی سڑک پر آجاتا ہے تو ایڈیٹر کو للکارنا شروع کر دیتا ہے کہ میرے سامنے تو آ میں تیری ایسی کی تیسی کر دوں گا۔ محمد یونس حسرتؔ اس صورت حال سے طنزیہ صورت حال پیدا کرتے ہیں کہ ایک آدمی کمزور ہو اور اوپر سے دشمن کو للکارتا پھرے اور پھر مار کھا کر بھی للکارے تو وہ صورت حال تمسخر کی ہو گی۔

ایڈیٹر کو لگے للکارنے یہ اور شدت سے
ایڈیٹر اور چپراسی کھڑے ہنستے تھے دفتر میں(۱۳)

"گنج پنجم مشورہ" یہ نظم گنج چہارم کے رد عمل میں ہے۔ قارونی میاں اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے کبھی عدالت میں مقدمہ کرنے اور کبھی غنڈے لانے کے بارے میں سوچتا ہے لیکن اپنی کنجوس طبع ہونے کی وجہ سے نہ تو عدالت میں مقدمہ کرواتا ہے اور نہ ہی روپے خرچ کر کے غنڈے لاتا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر محمد یونس حسرتؔ نے مزاحیہ نظم تخلیق کی ہے۔ آخری شعر میں انہوں نے اس کنجوس آدمی کے لیے بڑا ہی موضوع شعر تخلیق کیا ہے جو طنز کا لطیف پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس میں انھوں نے "غرق نیل" کی خوبصورت ترکیب استعمال کی ہے۔

ٹکٹ کٹاؤ خموشی سے مصر کا ایک دن!
اور اپنی حسرتوں کو جا کے غرق نیل کرو(۱۴)

"ماڈرن غزل" میں انہوں نے اکبر الہ آبادی کی طرح انگریزی حروف کا بھی استعمال کیا ہے۔ جس سے کلام میں لطف پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے ان الفاظ کو نگینے کی طرح جڑ دیا ہے۔ یہ الفاظ نہ صرف ان کے ماحول اور روایات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ اس سے شوخی و ظرافت کے لطیف پہلو بھی اجاگر ہوتے ہیں۔

لفٹی تو لے ہی دیتے تمہیں جان من مگر
رکھا نہ دل کو رہن کسی بوٹ شاپ نے
تیری نظر سے کچھ نہ ہوا، دل لیا مگر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رخسار لالہ گوں پہ سیہ فل سٹاپ نے
پوچھو تو سچ یہی ہے انہیں پوچھتا ہی کون
قسمت بدل دی "میڈان انگلینڈ" کی چھاپ نے
کوشش تو کی بہت کہ کہیں آنکھ لڑ ہی جائے
کہ ہیلپ بس نے اور نہ کسی بس سٹاپ نے(۱۵)

ان کی غزلوں میں حسن و عشق کی واردات کا بیان بھی ملتا ہے۔ وہ حسینوں کی محفل میں جاتے ہیں جہاں انہیں حسن سے شاد کام ہونے کا موقع ملتا ہے۔ بہت سی حسین نظریں اس کے رخ کو بھی تکتی ہیں ایسی واردات کے بیان کے لیے وہ شوخیانہ انداز اپنائے ہوئے ہیں۔

جھرمٹ میں حسینوں کے گھبرا گیا جی اپنا
پڑتی تھی نگہ سب کی، ترچھی تو کبھی آڑی(۱۶)

ان کے ہاں محبوب سے عشق کے اظہار کی پُر کیف تصویریں بھی ملتی ہیں۔ اس کے اظہار میں وہ خوبصورت تشبیہات و استعارات کا استعمال کر کے اپنے کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں۔ وہ محبوب کے حسن سے مستفید ہونے کی خواہش تو کرتے ہیں لیکن ان کا انداز بیان نہایت لطیفانہ ہوتا ہے۔

دو پھول عنایت ہوں، اس حسن کے صدقے میں
اللہ رکھے قائم جو بن کی یہ پھلواڑی(۱۷)

حسن سے مستفید ہونے کی تمنا جب بر آتی ہے تو وہ اپنے محبوب کے در کا لطف و سرور کا بیان بے باکانہ انداز میں کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک سیر و تفریح کے وہ تمام مقام جو انسانوں کو لذت و کیف سے ہمکنار کرتے ہیں محبوب کے گھر اور چبارے کے مقابلے میں ہیچ ہیں، وہ ظریفانہ انداز میں "کلفٹن" جیسی جگہ کا استعمال کر کے اپنے کلام میں چاشنی پیدا کرتے ہیں۔

کیا بات ترے در کی اور تیرے چبارے کی
ہے ہیچ کلفٹن اور بے کیف ہے کیماڑی(۱۸)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

شدید جذبات کے عالم میں وہ اپنے محبوب کے کوچہ کو بہت زیادہ بڑھاچڑھا کر بھی پیش کرتے ہیں کبھی وہ اسے جنت کی مثال قرار دیتے ہیں اور کبھی سماوی قرار دیتے ہیں۔

حسرت کا چونکہ یہ ظریفانہ کلام ہے لہٰذا وہ بعض اوقات محبوب کے حسن کے بیان میں بے باکی کا بھی مظاہرہ کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں جس سے محبوب کے حسن کا سارہ پردہ چاک ہو جاتا ہے۔

کرشمہ ہے وہ میک اپ کا کھلا یہ راز کل ہم پر
وہ حسن یار جس کو ہم سمجھتے تھے سماوی ہے(۱۹)

محمد یونس حسرتؔ خالصتاً مزاحیہ شاعری لکھنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے ''نامہ محبت'' نظم وہ ایک بھنگی اور چرسی آدمی کے محبت نامے کی جب کہانی لکھتے ہیں تو اس میں وہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو بھنگی آدمی ہی سے متعلقہ ہیں۔ وہ ان الفاظ کو اس قرینے کے ساتھ استعمال کرتے ہے کہ بھنگی آدمی کے محبت کا اظہار بھی ہو جاتا ہے، قارئین شگفتہ کلام سے مستفید بھی ہو جاتے ہیں، معاشرے میں رہنے والے ایسے لوگوں کے حالات کی تصویر کشی بھی ہو جاتی ہے اور ان کے اصلاح کی کاوش بھی ہو جاتی ہے۔

جب سے چلے گئے ہو مرے یا رجھنگ میں
ہے چرس میں مزا، نہ رہا لطف بھنگ میں
تڑپا رہی ہے یاد تمہاری بری طرح!
خارش سی ہو رہی ہے مرے انگ انگ میں
ٹھکرا دیا ہے دل کو مرے کیوں؟ بتا تو!
کس چیز کی کمی ہے بھلا اس ملنگ میں؟(۲۰)

محمد یونس حسرتؔ نے ''تہدید'' نظم میں سماج کی بیشتر ناہمواریوں کو طنز کا نشانہ بنایا ہے۔ شادی بیاہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی ہے اور سماجی روایت بھی۔ شادی بیاہ میں ہونے والے اخراجات اور شادی کے بعد کے معاملات سے عجیب صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ ساس اور بہو کے تعلقات میں خرابی، بیوی کی طرف سے مطالبات کی برمار ایسے سماجی رویے ہیں جن سے ناہمواریاں جنم لیتی ہے۔ محمد یونس حسرتؔ نے اپنے دوست کی شادی کے موقع پر سہرے

کے طور پر یہ نظم تخلیق کی ہے۔ اس میں شادی بیاہ کے بعد جنم لینے والی ناہمواریوں کو موضوع سخن بنا کر طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

یہ ازدواج کا رشتہ نہیں مصیبت ہے　　غلط ہیں، کہتے ہیں جو اس کو خانہ آبادی
بلا ہے، قہر ہے، آفت ہے، آج کی بیوی　　ہے اس کی شادی گر ہے تمہاری بربادی[۲۱]

محمد یونس حسرتؔ نے اسی نظم میں معاشرتی ناہمواریوں کا ذکر کرتے ہوئے ازدواجی زندگی کامیاب گزارنے کے لیے گر بھی بتائے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک بیوی کو خوش رکھ کر ہی سفر حیات خوش اسلوبی سے طے پا سکتا ہے۔

جو اپنی بیوی کو اس دور میں سمجھ نہ سکے
وہ بد نصیب خدا کو بھی نہیں پا سکتا[۲۲]

ڈاکٹر مظہر بھی اُردو مزاحیہ شاعری میں شادی کے بعد کے مسائل والے موضوعات کے بارے میں لکھتے ہیں:

”زن و شوہر کے تعلقات، شعرائے طنز و مزاح کے محبوب موضوعات میں سے ایک ہے۔ اس موضوع کا دائرہ نسبتاً وسیع ہے۔ دونوں کے درمیان نوک جھونک، روٹھنا منانا، اولاد (کثرت اولاد)، طعن و طنز کا سلسلہ، ایک دوسرے کے خاندانوں کو برا بھلا کہنے کی روایت، رشتے دار اور سہیلیوں کی وجہ سے پیدا شدہ مضحک صورتِ حال۔ غرض کئی موضوعات ہیں جنہیں ہمارے مزاح نگاروں نے موضوع سخن بنایا ہے۔“[۲۳]

اچھا شاعر معاشرے کے حسن و قبح دونوں پر عمیق نظر رکھتا ہے۔ اسے پتہ ہوتا ہے کہ اس کے معاشرے میں کونسا عمل اچھا ہو رہا ہے اور کونسا بُرا۔ بڑا شاعر وہی ہوتا ہے جو معاشرے کی بے اعتدالیوں کو اس انداز سے منظر عام پر لائے جس سے معاشرے کے فاسد مادے کو خارج کر کے اس پر پھاہا رکھا جائے یعنی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ محمد یونس حسرتؔ چونکہ بڑے شاعر تھے لہٰذا انہوں نے ہمارے معاشرے کی بہت بڑی برائی رشوت ستانی کو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

طنز کا نشانہ بنانے کے لیے ایک کلرک اور اس کی بیوی کی ازدواجی زندگی کو پیش کیا ہے۔ کلرک تھوڑی سی تنخواہ لیتا ہے لیکن وہ اپنی بیوی کے لیے زیورات اور کپڑوں وغیرہ کی بھرمار کرتا ہے۔ وہ اس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

تنخواہ تو تھوڑی تھی، مگر "فضل خدا" سے
ہوتے رہے پورے ترے ارمان وغیرہ
نکلس کبھی جھومر، کبھی کانٹے کبھی بُندے
ٹی سٹ کہ ڈنرسٹ، کبھی گلدان وغیرہ[۲۴]

الغرض محمد یونس حسرتؔ کے کلام میں قدیم شعرا کی طرح زاہد سے چھیڑ چھاڑ، اور رندی و سرمستی کا پہلو نہیں ملتا بلکہ ان کے ہاں جدت و ندرت پائی جاتی ہے۔ محبوب سے عشق و محبت اُردو شاعری کا پرانا موضوع ہے لیکن ان کے اس جذبہ کے بیان کے لیے شوخیانہ انداز پایا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں سماجی شعور کی جھلک نمایاں ہے۔ وہ اپنے کلام میں ایسے مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے ان کا معاشرہ دوچار ہے۔ وہ ان مسائل کو بیان کرنے کے لیے ایسی نادر تشبیہات و استعارات اور درست الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں جن سے نہ صرف ہنسی اور تبسم کو تحریک ملتی ہے بلکہ معاشرے کی اصلاح کی بھی کوشش ہو جاتی ہے۔ ان کے کلام میں عامیانہ اور بھونڈا پن نہیں ہے بلکہ خیالات کی ندرت، ذہنی رفعت اور وسیع تر اندازِ نظر پایا جاتا ہے۔ ان کا کلام طنز و مزاح کا حسین امتزاج ہے۔

حوالہ جات

۱. وحید الزماں کیرانوی، مولانا، القاموس الفرید، (ترتیب و تالیف) لاہور: صابر دارالکتب، باراوّل، ۱۹۸۳ء، ص ۳۵۲
۲. شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء، ص ۲۱۵
۳. محمد یونس حسرتؔ، پروفیسر، نشاط البیان، لاہور: مکتبہ خالد، اشاعت اوّل، جنوری ۱۹۶۴ء، ص ۶
۴. وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبہ عالیہ، اشاعت گیارہویں، ۲۰۰۷ء، ص ۱۲۶
۵. محمد یونس حسرتؔ، پروفیسر، نشاط البیان، ص ۴۷
۶. ایضاً، ص ۴۸
۷. ایضاً، ص ۴۸

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۸. ایضاً، ص ۵۱
۹. ایضاً، ص ۵۲
۱۰. ایضاً، ص ۵۳
۱۱. ایضاً، ص ۵۷
۱۲. ایضاً، ص ۵۸
۱۳. ایضاً، ص ۶۰
۱۴. ایضاً، ص ۶۱
۱۵. ایضاً، ص ۶۲
۱۶. ایضاً، ص ۶۲
۱۷. ایضاً، ص ۶۲
۱۸. ایضاً، ص ۶۲
۱۹. ایضاً، ص ۶۴
۲۰. ایضاً، ص ۶۵
۲۱. ایضاً، ص ۶۷
۲۲. ایضاً، ص ۶۸
۲۳. مظہر احمد، ڈاکٹر، اردو شاعری میں طنز و مزاح، دہلی: شبانہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص ۲۱۰
۲۴. محمد یونس حسرتؔ، پروفیسر، نشاط البیان، ص ۶۹